خود پرکھ سکیں۔

مخلص
چوہدری محمد علی حنفی
پکا ڈیرہ وڑائچاں موضع کوٹ رنجیت
ضلع شیخوپورہ

قارئین کرام، ہم نے چوہدری محمد علی صاحب کا مضمون من وعن مکمل شائع کر دیا ہے۔ اور حسب سابق اس میں عبارات و املاء کی بیشمار اغلاط کی تصحیح کی طرف توجہ نہیں دی تاکہ کانٹ چھانٹ کا الزام ہم پر نہ آسکے —— اب آپ مولانا کیلانی صاحب کا جواب ملاحظہ فرمائیں —————— (ادارہ)

الجواب

۱۸۔ قلیب بدر اور مردہ کے جوتوں کی چاپ سننے والی احادیث:

یہ دونوں حدیثیں صحیح ہیں۔ اور ان پر میں پہلے بھرپور بحث کر چکا ہوں۔ ان میں پہلی حدیث معجزہ سے تعلق رکھتی ہے اور دوسری ایک اضطراری امر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام کی کثیر تعداد ان حدیثوں کو جاننے کے باوجود علی الاطلاق سماع موتیٰ کی منکر ہے۔

۱۹۔ طبرانی، حاکم اور بیہقی تیسرے درجہ کی کتب احادیث ہیں:

طبرانی، حاکم اور بیہقی تینوں کتابیں تیسرے درجہ کی ہیں۔ ان سے اگر جواز ثابت ہو بھی جائے تو قابلِ احتجاج نہیں۔ جیسا کہ میں پہلے بالوضاحت لکھ چکا ہوں۔ کہ احادیث میں سے تیسرے اور چوتھے درجے کی احادیث سماع کا جواز ثابت کرتی ہیں۔ یہ یاد رہے کہ صحاح ستہ میں سے بخاری اور مسلم اول درجہ کی، باقی چار

کتابیں درجہ دوم کی ہیں۔ اور ان کے علاوہ باقی تمام کتبِ احادیث درجہ سوم اور چہارم کی ہیں۔

۲۰۔ موضوع حدیث:

یہ حدیث جو شرح الصدور اور طحاوی کے حوالہ سے پیش کی گئی ہے موضوع ہے۔ اور اسے میں اپنے مضمون محدث ربیع الاوّل ۱۴۰۴ھ ص ۹۵/۴۴ پر زیرِ بحث لا چکا ہوں۔

۲۱۔ حدیث صحیح ہے لیکن استنباط غلط:

یہ حدیث صحیح ہے۔ مگر اس کا جو نتیجہ پیش کیا گیا ہے، وہ درست نہیں۔ کیونکہ یہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا اپنا خیال اور تدبیر تھی ___ اور یہ ویسا ہی خیال اور تدبیر تھی جیسے حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے لڑکوں کو تاکید کی تھی کہ جب مصر پہنچو تو ایک ہی دروازے سے داخل نہ ہونا بلکہ الگ الگ دروازوں سے داخل ہونا۔ اس پر اللہ رب العزت نے فرمایا:

"مَا كَانَ يُغْنِي عَنْهُم مِّنَ اللَّهِ مِن شَيْءٍ إِلَّا حَاجَةً فِي نَفْسِ يَعْقُوبَ قَضَاهَا" (یوسف:۶۸)

"وہ تدبیر خدا کے حکم کو ذرا بھی ٹال نہیں سکتی تھی۔ ہاں وہ یعقوب علیہ السلام کے دل کی بس خواہش تھی جو انہوں نے پوری کی تھی۔"

(ترجمہ فتح محمد جالندھری)

تو جس طرح حضرت یعقوب علیہ السلام کی یہ تدبیر مشیتِ الٰہی کے مقابلہ میں بے اثر ہونے کے باوجود شریعت کے منافی نہ تھی۔ بالکل یہی صورت حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی تدبیر کی ہے جو انہوں نے محض اپنی دلجمعی کے واسطے بتلائی۔ یہ تدبیر بھی کتاب وسنّت کے منافی نہیں تھی۔ تاہم یہ مطابق بھی نہ تھی۔ کیونکہ اگر مطابق ہوتی تو اکیلے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا کیا ذکر، بہت سے صحابہ کرام ایسی وصیتیں کر جاتے۔ بلکہ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے "لَقِّنُوا مَوْتَاكُمْ" کا ارشاد فرمایا تھا، اسی طرح اس موانست کے لیے بھی کوئی ارشاد فرما دیتے۔

پھر یہ بات ملحوظِ خاطر رہے کہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے یہ بات سکراتِ

موت کی بحرانی کیفیت میں کہی اور یہ بھی معلوم نہیں ہو سکا کہ ان کے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس وصیت پر عمل بھی کیا تھا یا نہیں؟ مزید برآں امام نووی شارح مسلم نے اس حدیث کے متعلق یہ تصریح بھی فرما دی ہے کہ اس حدیث کے فن اور اسناد دونوں پر کلام کیا گیا ہے۔ پھر اس جرح کی تفصیل بھی درج کی ہے۔ (شرح مسلم عربی ج ۱ صفحہ ۷۶)

۲۲۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سماع موتی سے انکار کی بنیاد، اجتہاد و استنباط:

حضرت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا یہ قول اگر آپ رضی اللہ عنہا کے اپنے اجتہاد و استنباط پر مبنی ہے، تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بھی اپنے اجتہاد و استنباط ہی کی بناء پر سماع موتی کے قائل تھے۔ گویا وہاں بھی بات اجتہاد و استنباط ہی کی ہے!

۲۳۔ موقع کے گواہ:

چوہدری صاحب نے روح المعانی کے حوالہ سے فرمایا ہے کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خطاب کے وقت موجود نہ تھیں۔

— لیکن مشکل یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بھی قلیب بدر کے واقعہ کے وقت خود موجود نہیں تھے۔ ان کو جنگ بدر اور جنگ احد دونوں موقعوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کم سنی کی بنا پر جہاد میں شرکت کی اجازت ہی نہ دی تھی۔ انہیں پہلی مرتبہ جنگ خندق میں شمولیت کی اجازت ملی اور اس وقت ان کی عمر پندرہ سال تھی (دائرۃ المعارف الاسلامیہ مطبوعہ پنجاب یونیورسٹی لاہور جلد ۱۲ صفحہ ۸۰۰ از عنوان عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ)

۲۴۔ — یہ معجزہ کی صورت ہے:

یہ معلوم ہونے کے بعد کہ نہ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا موقعہ پر موجود تھیں اور نہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، تو اب ہمیں لامحالہ قتادہ عن انس بن مالک عن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ کی روایت اور ان کے استنباط پر انحصار کرنا پڑے گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سوال کے جواب میں رسول اللہ

نے جو الفاظ بیان فرماتے تھے، وہ یہ ہیں:

"مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ لِمَا اَقُوْلُ مِنْهُمْ" (بخاری۔ کتاب المغازی باب قتل ابی جہل)

یعنی "جو کچھ میں کہہ رہا ہوں۔ یہ مُردے بھی ایسے ہی سن رہے ہیں جیسے تم سن رہے ہو"

اور حضرت قتادہ کا یہ استنباط بھی سماعِ موتیٰ کے سلسلہ میں چنداں مفید نہیں۔ کیونکہ ان الفاظ سے واضح ہے کہ یہ معجزہ کی صورت ہے۔

۲۵۔ سماعِ موتیٰ کے انکار سے حضرت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا رجوع؟:

یہ عبدالحق محدث صاحب کا اپنا خیال ہے۔ کوئی حدیث تو درج نہیں فرمائی، بس چند کتابوں کے نام گنوا دیے ہیں۔ پھر عجیب بات یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا سماعِ موتیٰ سے انکار تو بخاری سے ثابت ہو، لیکن رجوع مواہب لدنیہ اور مغازی محمد بن اسحاق جیسی کتابوں سے؛ ——— ہاں اگر وہ کوئی حدیث درج فرما دیتے تو مسند احمد بن حنبل کی طرف رجوع کیا جا سکتا تھا۔

۲۶۔ ابن ابی الدنیا کی روایات:

ابن ابی الدنیا کے متعلق پہلے وضاحت ہو چکی ہے کہ اس کی روایات قابلِ احتجاج نہیں۔

۲۷۔ حضرت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا اپنے بھائی سے خطاب:

اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن بن ابو بکر رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت کی، جو ان کی عدم موجودگی میں دفن کیے گئے تھے۔ اور قبر پر جا کر تمیم کے دو شعر بھی پڑھے جو اس نے اپنے بھائی مالک کی وفات پر مرثیہ کے طور پر کہے تھے۔ پھر یہ کہا کہ اگر میں تمہاری وفات کے وقت موجود ہوتی تو تمہیں اسی جگہ دفن کرتی۔ جہاں تم فوت ہوئے تھے اور تمہاری موت کے وقت میں موجود ہوتی تو تمہاری قبر پر

بھی نہ آتی۔"

اب دیکھیے ایسا خطاب تو لوگ اپنے مرے ہوئے عزیزوں کو اکثر کیا ہی کرتے ہیں۔ حالانکہ انہیں یہ بھی یقین ہوتا ہے کہ وہ سن نہیں رہے۔ اور شاعر حضرات تو ہوا کو مخاطب کر کے اس کے ذمہ پیغام رسانی کا فریضہ بھی لگا دیتے ہیں، صرف مخاطب کرنا تو بڑی آسان بات ہے۔ مثلاً اقبال کہتا ہے کہ

اے ہمالہ! اے فصیلِ کشورِ ہندوستاں چومتا ہے تیری پیشانی کو جھک کر آسماں

تو کیا اس سے یہ سمجھ لینا چاہیے کہ اقبال کا یہ عقیدہ تھا کہ ہمالہ پہاڑ بھی میرا یہ خطاب سن رہا ہے؟ اس طرح کا طرزِ خطاب تو محض اپنے جذبات کے اظہار کا ایک ذریعہ ہے۔ ایسی باتوں کو عقیدہ کی بنیاد بنانا آخر کہاں تک درست ہے؟ اگر آپ نے سماعِ موتیٰ کو احادیث سے ثابت کرنا ہی تھا تو اس سے تو وہ حدیث بدرجہا مفید تھی۔ جس میں مسلمانوں کو قبرستان جا کر سلام دعا کہنے کی تلقین کی گئی ہے ـــــ لیکن اس کا جواب بھی ہم اپنے مضمون میں دے چکے ہیں۔

۲۸۔ ابن ابی الدنیا

ترمذی کی اس روایت سے ابن ابی الدنیا ثقہ راوی کیسے بن گیا؟ ترمذی کی یہ روایت ابن ابی ملیکہ کی ہے اور اس میں صرف خطاب ہی خطاب ہے۔ جبکہ ابن ابی الدنیا کی روایت یوں ہے کہ مُردے صرف سنتے ہی نہیں، جواب بھی دیتے ہیں۔ تو جب متنِ حدیث میں ہی اصول کی اختلاف ہو تو ابن ابی الدنیا کو کیسے معتبر راوی قرار دیا جا سکتا ہے؟

۲۹۔ یہ بھی خوب کہی!

چوہدری صاحب نے لکھا ہے کہ حضرت سیدہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حیاتِ برزخ کی قائل ہیں ـــــ سوال یہ ہے کہ حیاتِ برزخ کا کون قائل نہیں؟ حیاتِ برزخ سے انکار تو عذاب و ثوابِ قبر کے انکار کے مترادف ہے۔ اور میں نے اپنے مضمون میں اس حیاتِ برزخ کے متعلق بہت کچھ لکھا ہے۔ مگر اس حیاتِ برزخ سے یہ کب لازم آتا ہے کہ فوت شدہ لوگ ہم اہلِ دنیا کی باتیں سنتے اور ان کا جواب بھی دیتے بلکہ حاجت روائی

اور مشکل کشائی بھی کرتے ہیں؟

باقی رہی حیا کی بات اور قبروں میں حضور اکرمؐ اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی اس طرح کی دنیاوی زندگی کا معاملہ، تو اس سلسلہ میں مسند احمد کے علاوہ صحیح بخاری کی درج ذیل حدیث ملاحظہ فرمائیے —— اس حدیث کی راوی بھی حضرت عائشہ صدیقہؓ ہیں:

"عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، ادْفِنِّيْ مَعَ صَوَاحِبِيْ وَلَا تَدْفِنِّيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْبَيْتِ فَإِنِّيْ أَكْرَهُ أَنْ أُزَكّٰى" (بخاری، کتاب الاعتصام، باب ما ذکر النبیؐ علیٰ اتفاق اھل العلم)

حضرت عائشہؓ نے (بوقتِ وفات) عبداللہ بن زبیرؓ کو وصیت کی کہ مجھے میری ساتھنوں کے ساتھ دفن کرنا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میرے گھر میں دفن نہ کرنا۔ میں نہیں چاہتی کہ کہ آپؐ کی دوسری بیویوں سے زیادہ لوگ میری تعریف کریں"

(ترجمہ وحید الزمان)

دیکھیے حضرت عائشہؓ نے آپؐ کے ساتھ دفن ہونے کی وجہ یہ نہیں بتائی کہ وہاں تو حضرت عمرؓ بھی دفن ہیں اور میں ان سے پردہ کرتی ہوں، بلکہ یہ بتائی ہے کہ میں اپنی ساتھنوں سے زیادہ ممتاز بننا پسند نہیں کرتی۔

علاوہ ازیں اگر حضرت ام المومنینؓ کو قبر میں مدفون حضرت عمرؓ سے پردہ کی ضرورت اس لیے محسوس ہوئی تھی کہ حضرت عمرؓ قبر میں زندہ ہیں اور انہیں دیکھ سکتے ہیں، تو قبر مبارک پر پڑی ہوئی منوں مٹی سے پار دیکھ لینے والی حضرت عمرؓ کی نظروں سے معمولی کپڑے کا پردہ وحجاب کیا معنی رکھتا ہے؟ —— فافہم وتدبر!

اصل بات یہ ہے کہ پردہ کا حکم حضرت عمرؓ کی خواہش پر نازل ہوا تھا۔ اور صدیقہ مطہرہؓ نے حضرت عمرؓ کی اس غیرت کا احترام ان کی وفات کے بعد بھی ملحوظ رکھا!

۳۰- امام ابوحنیفہؒ سے منسوب روایات:

روایات کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ گو میں نے ایک روایت درج کی تھی، لیکن اور بھی روایات ہیں۔ اب یہ روایات شاذ ہیں یا ناقابلِ اعتبار، اس کا فیصلہ تو حنفی حضرات ہی کریں جن کے لیے آپ کے اقوال بھی حجت ہیں۔ ہم نے تو محض تائید کے طور پر یہ روایت درج کی تھی اور اس کا حوالہ حاضرِ خدمت ہے۔ دیکھیے (غرائب فی تحقیق المذاہب و تفہیم المسائل ص ۹۱ محمد بشیر الدین)

علاوہ ازیں ہدایہ کی یہ عبارت بھی قابلِ غور ہے:

"وَكَذٰلِكَ الْكَلَامُ وَالدُّخُوْلُ لِاَنَّ الْمَقْصُوْدَ مِنَ الْكَلَامِ الْاِفْهَامُ وَالْمَوْتُ يُنَافِيْهِ" (ہدایۃ ج ۱ ص ۴۸۴)

یعنی "اسی طرح اگر کسی نے یہ قسم کھائی کہ میں تم سے نہ کلام کروں گا نہ تمہارے پاس آؤں گا۔ پھر مرنے کے بعد اس کی قبر کی زیارت کی یا کلام کیا تو قسم نہ ٹوٹے گی کیونکہ کلام سے مقصود سمجھانا ہوتا ہے اور موت اس (افہام) سے روک دیتی ہے!"

۳۱- ہمارے لیے حجت صرف کتاب و سنت ہیں:

جو حضرات عالم بھی ہوں اور طریقت و سلوک میں بھی ان کا دامن اُلجھا ہوا ہو، ان کے ذہنی انتشار کی بھی عجیب کیفیت ہوتی ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی، سید اسماعیل شہید، ابن حجر مکی وغیرہم سب اسی قبیل سے ہیں۔ اب ایک طرف شاہ ولی اللہ کی کتاب "البلاغ المبین" دیکھیے۔ اور دوسری طرف "انفاس العارفین" اسی طرح شاہ اسماعیل کی کتاب تقویۃ الایمان دیکھیے پھر صراطِ مستقیم، آپ کو یہ یقین ہی نہ آئے گا کہ یہ ہر دو کتب ایک ہی مصنف کی لکھی ہوئی ہیں۔ دونوں کتابوں میں ایک دوسری کا مکمل رد موجود ہوتا ہے۔ اگر آپ نے صراطِ مستقیم ملاحظہ فرمائی ہے تو تقویۃ الایمان بھی دیکھ لیجئے۔ ہمارے لیے ان کتابوں میں سے کوئی کتاب بھی حجت کی حیثیت نہیں رکھتی۔ ان کو بھی پرکھنے کا معیار یہی ہے کہ انہیں کتاب و سنت پر پیش کیا جائے اور "خُذْ مَا صَفَا وَدَعْ مَا كَدِرَ" کے اصول پر عمل کیا جائے۔

رہی یہ بات کہ سید احمد شہید کو چشتیہ نسبت کیسے حاصل ہوئی اور قادریہ کیسے؟ آخر سید احمد میں کونسی خوبی تھی کہ بغداد سے پیرانِ پیر کی روح توجہ ڈالنے کے لیے آ گئی اور دوسری طرف سے قطب الدین بختیار کاکی کی روح تشریف لائی، پھر ان روحوں میں ایک ماہ تک تنازعہ ہوتا رہا۔ بالآخر سمجھوتہ کی صورت میں صلح ہو گئی اور سید احمد کو دونوں نسبتیں حاصل ہو گئیں۔ وغیرہ وغیرہ ...... اگر ہم ان واقعات کو درست سمجھتے ہوں تو پھر تو معمّہ بھی سمجھیں ورنہ یہ معمّہ کیسا اور ان کو حل کرنے کے ہم مکلف کیونکر؟ —— ایسے کشفی واقعات و حالات کی حیثیت خواب کی سی ہوتی ہے جنھیں اہلِ طریقت و سلوک خود بھی حجت تسلیم نہیں کرتے! (عبدالرحمٰن کیلانی)

خلافت و جمہوریت

از قلم

مولانا عبدالرحمٰن کیلانی

دوسرا ایڈیشن شائع ہو گیا ہے!

ضخامت : ۲۸۸ صفحات

مجلد سنہری ڈائیڈائی —— قیمت ۲۸ روپے

ناشر

ادارہ محدث ۹۹ جے ماڈل ٹاؤن —— لاہور ۱۴

خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ ورنہ تعمیل ممکن نہ ہوگی۔

(مینیجر)